بسم الله الرحمن الرحيم

سوال وجواب: تفاوت اور اختلاف میں فرق

سوال: السلام علیکم ہمارے محترم شیخ

کتاب نظام الاسلام (عربی شمارہ صفحہ نمبر 13) میں درج ہے، "کیونکہ انسانی جبلوں اور جسمانی حاجات کو منظم کرنے کے بارے میں اس کا فہم تفاوت، اختلاف اور تضاد سے دوچار ہوتا رہتا ہے"۔ یہ میرا فہم ہے کہ تفاوت اور اختلاف مترادف الفاظ ہیں اور ان کے معنی اگر یکسر ایک جیسے نہیں تو قریب تر ہیں۔ تاہم ایک فرق دکھائی دیتا ہے کہ ہر تفاوت مذموم ہوتی ہے اسی لیے اللہ سبحان و تعالیٰ نے اس کا انکار کیا، اور فرمایا: ما ترى في خلق الرحمن من تفاوت "تم اللہ سبحان و تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی تفاوت (بے ضابطگی) نہ دیکھو گے" (الملک: 3)۔ اور اختلاف مذمت میں نہیں آتا، کیا یہ واضح نہیں کہ اللہ العزیز اور الغفار نے فرمایا: وله اختلاف الليل والنهار "اسی کے لیے ہیں رات اور دن کا بدلتے (اختلاف) رہنا" (المومنون: 80)۔ چنانچہ اس طرح کا اختلاف فاعل کے مکمل علم کی بنیاد پر ہوتا ہے جبکہ تفاوت فاعل کی جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ احکامِ شریعہ اور عقائد میں تفاوت کا وجود نہیں اس کے برعکس احکام شریعت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن کچھ برادران کی رائے ہے کہ یہ دو الفاظ یکسر مختلف معنی رکھتے ہیں۔ اختلاف اس صورت میں بولا جاتا ہے جب آراء متعدد ہوں اور تمام درست ہوں اور سب ہی درست نتیجے تک پہنچتی ہوں، جبکہ تفاوت ایسی صورت کے لیے ہے جب آراء متعدد مگر آپس میں متناقض ہوں یعنی ایک درست ہو اور دوسری غلط، ایک درست نتیجے تک پہنچائے اور دوسری غلط تک۔

برائے مہربانی محترم شیخ! ان دونوں الفاظ (اختلاف اور تفاوت) کے معنی کی تفصیل اور وضاحت کر دیجیے جیسے کہ کتاب میں درج ہے۔
شوا کمل امام نظروف

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکتہٗ

نظام الاسلام کے جس متن کی طرف آپ نے توجہ دلائی وہ درج ذیل ہے:

"انسانوں کے لیے رسولوں کی ضرورت کی دلیل یہ بھی ہے کہ اپنی جبلوں اور جسمانی حاجات کو پورا کرنا انسان کی ضرورت ہے۔ اگر ان جبلوں اور جسمانی حاجات کا پورا کرنا کسی نظام کے بغیر ہو، تو یہ غلط اور خلافِ معمول ہونے کی وجہ سے انسان کی بدبختی کا سبب بن جائے گا۔ لہٰذا ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے، جو انسان کی جبلوں اور جسمانی حاجات کو منظم انداز سے پورا کرے۔ یہ نظام انسان نہیں بنا سکتا کیونکہ انسانی جبلوں اور جسمانی حاجات کو منظم کرنے کے بارے میں اس کا فہم تفاوت، اختلاف اور تضاد سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح وہ اس ماحول سے بھی متاثر ہوتا ہے، جس میں وہ رہا ہو۔ پس اگر نظام کا بنانا انسان پر چھوڑ دیا جائے تو اس نظام میں تفاوت، اختلاف اور تضاد ہوگا اور یہ انسان کی بدبختی کا سبب بن جائے گا۔ چنانچہ نظام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے"۔

یہ متن انسان کے فہم کے بارے میں ہے جو وہ اپنی جبلتوں اور عضویاتی حاجات کے نظم وضبط سے متعلق رکھتا ہے اور اس میں یہ وضاحت ہے کہ یہ انسانی کج فہمی چار امور کی بنا پر جبلتوں اور عضویاتی حاجات کے نظم وضبط کے حوالے سے انسانی فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور نتیجتاً یہ فہم نہ سیدھے اور نہ ہی صحیح راستے پر پہنچاتا ہے۔۔۔ یہ چار امور اگرچہ فہم سے ہی متعلق ہیں لیکن یہ ایک حقیقت نہیں۔۔۔

اس سے پہلے کے مزید تفصیل میں جایا جائے اس بات کی طرف توجہ از حد ضروری ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ ان چار امور کی وجہ سے ایک شخص کی جبلتوں کے نظم وضبط سے متعلق سوچ اور فیصلہ دو مختلف اوقات پر دو مختلف آراء پر انجام پذیر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہی چار امور کی وجہ سے دو مختلف اشخاص کی ایک ہی موضوع پر دو متضاد آراء بن جائیں۔ چنانچہ درج ذیل وضاحت دونوں صورتوں کے لیے برابر قابلِ قبول ہے چاہے اس کا تعلق ایک ہی شخص کی مختلف جگہ یا مختلف وقت پر متضاد فیصلہ ہو یا دو اشخاص کے مابین متضاد رائے۔

جہاں تک معنوی تفصیل کا تعلق ہے تو وہ درج ذیل ہے۔

1 جبلتوں کی تنظیمی فہم میں تفاوت کا مطلب اس معاملے میں متفرق آراء کا پایا جانا ہے۔ ایسی آراء جو کہ ایک دوسرے سے یکسر جدا ہوں اور بالعموم ان آراء میں نقائص اور ادھورا پن جہالت (ناواقفیت / نابلد) اور سراسیمگی یا الجھن کی وجہ سے یا کسی ایک ایسے بنیادی اصول کی غیر موجودگی پر وہ رائے اختیار کی گئی ہو، چاہے ان آراء کا متفرق ہونا ایک ہی شخص کی جانب سے ہو جیسے دو مختلف اوقات اور جگہوں پر متضاد رائے اپنانا، یا پھر دو اشخاص سے ان کا ظہور ہونا ہو۔ چنانچہ جبلتوں کی تنظیم سے متعلق آراء میں تفاوت کا مطلب ان آراء میں حد درجہ فرق ہونا ہے اور دونوں آراء کسی عقلی معیار سے خالی ہوتی ہیں بلکہ ان آراء کے مابین دوری اس معاملہ سے نابلد ہونا (جاہل) اور الجھن کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ اکثر و بیشتر جبلی تنظیم سے متعلق ہر دو آراء غلط ہونگی، کسی ایک کا درست واقع ہونا شاذ ہے اور دونوں کا درست ہونا قطعاً محال ہے۔ اس کی وجہ لفظ تفاوت کا لغت میں استعمال ہے جو ہر دو نقطہءِ نظر میں جہل اور الجھن کی بنا پر انتہائی متفرق آراء تک پہنچائے۔

یہ کہنا ضروری ہے کہ تفاوت کا یہ معنی لوگوں کے مفاہیم اور آراء سے متعلق ہے۔۔۔ جہاں تک اللہ سبحان وتعالیٰ کی کائنات میں مخلوقات کی بات ہے تو ان میں کوئی تفاوت نہیں کیونکہ تفاوت تو نقائص اور ادھورے پن سے مرکب ہے اور یہ جہل اور الجھن سے پاک نہیں اور اللہ ذوالجلال کی تمام مخلوقات ایسی خصلت سے پاک ہیں۔ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ "یاد رکھو مخلوق بھی اسی کی اور فرمانروائی بھی، بڑا ہی برکتوں والا ہے وہ اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے" (الاعراف:54)۔ جبکہ مخلوقات کی شکل وصورت میں نظر آنے والا فرق جیسے سورج اپنی ہیئت میں چاند سے مختلف ہے اور دن رات سے مختلف ہے، شکل وصورت کا یہ فرق تمام مخلوقات میں موجود ہے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ "اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ مقرر ہے۔" (الرعد:8) وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا "اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔" (الفرقان:2)

مختار الصحاح کی لغت کے مطابق:

ف و ت:

فاتہُ: اس نے کچھ کھو دیا

تفاوَتَ: فرق نے ان کے درمیان فاصلے بڑھا دیے

اور المحیط لغت کے مطابق:

فاتہُ: اس نے معاملہ کھو دیا فوتاً/ فواتاً: وہ چیز اس سے گزر گئی۔ دو چیزیں علیحدہ ہوئیں

تفاوَتَ: فرق نے ان کے درمیان فاصلے بڑھائے

اور اللہ سبحان وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ما تَرَى في خَلْقِ الرَّحْمنِ من تَفاوتٍ "تم اللہ کی مخلوق میں کچھ نقص نہیں دیکھو گے" (الملک: 3)۔ اس آیت میں تفاوت کا مطلب نقص ہے۔

لسان العرب کے مطابق:

فوت، الفوُت، الفواتُ: "فاتنی" کوئی مجھ سے گزر گیا اور "فتہٗ" یعنی وہ اس سے گزر گیا۔ اور اللہ العزیز نے فرمایا: ما تَرَى في خَلْقِ الرَّحْمنِ من تَفاوتٍ "تم اللہ کی مخلوق میں کچھ نقص نہیں دیکھو گے" (الملک: 3)۔ اس آیت میں تفاوت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی تخلیقِ سمآء میں اختلاف اور الجھن نظر نہیں آئی گی، "تفاوتَ" فرق نے ان کے درمیان فاصلے بڑھا دیے۔

2 اور انسان کے جبلی تنظیمی فہم میں اختلاف کا مطلب دراصل لوگوں کے اصول و معیار میں فرق کی وجہ سے طرح طرح کی آراء کا ہونا ہے۔ تو پھر جب ایک فرد مال کی ملکیت کی وجوہات دیکھتا ہے اور ان کو اپناتا ہے اسی طرح اس میں اضافے کی بھی وجوہات تسلیم کرتا ہے اور ان کی تبنی کر کے ان پر عمل پیرا ہوتا ہے جبکہ ایک دوسرا فرد پہلے والے سے ہٹ کر وجوہات دیکھتا ہے اور ان کو اپناتا ہے۔۔۔۔ چنانچہ اب ممکن ہے کہ جن اصول و معیار کی بنیاد پر ان آراء کا حصول ہوا ان کے مطابق اب یا تو یہ اختلاف درست ہے یا پھر غلط کیونکہ آخر کار یہ آراء منتخب (مخصوص) اصول سے اخذ شدہ ہیں اور انہی اصولوں پر تعمیر کردہ سوچ اور منصوبہ بندی سے ان تک پہنچا گیا۔ تب ہی مفکرین کے گروہ اور نظریاتی طبقات میں اختلاف پایا گیا۔ چنانچہ یہ نظریات اپنی فکری اساس کی بنیاد پر اب یا تو درست ہونگیں یا پھر غلط۔ اور یہ بھی ممکن ہے درستگی اور غلطی کے شائبے دونوں آراء میں موجود ہوں اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کے دونوں ہی غلط ہوں۔

معجم الفروق اللغوية میں آیا ہے کہ اشیاء میں اختلاف اور نظریاتی طبقات (گروہ) میں اختلاف میں فرق یہ ہے کہ نظریاتی مخاصمت دار گروہ باہمی متناقض آراء اخذ کرتے ہیں جبکہ اشیاء میں اختلاف اس امر کے لیے ہے کہ ایک چیز دوسرے کی بدل (قائم مقام) نہ بن سکے۔ اور ایسا بھی ممکن ہے کہ نظریاتی طبقات میں ہر اختلافی رائے غلط ہو جیسے کہ یہود اور عیسائیوں میں حضرت عیسیٰؑ کی نسبت اختلاف ہے۔

اختلاف کے حوالے سے لسان العرب (9/91) میں آیا ہے کہ اختلافی معاملات ایسے دو معاملات ہیں جن کا آپس میں اتفاق ممکن نہ ہو۔ جو کبھی برابر نہ ہوسکتے ہوں اسی لیے ایسے میں کہا جاتا کہ انہوں نے اختلاف کیا اور متفق نہیں ہوئے۔

3 تناقض: افراد کے فہم اور فیصلوں میں ایسا فرق ہو کہ ایک رائے دوسرے کی ہر لحاظ سے مکمل ضد ہو یعنی ایک رائے دوسرے کا بطلان ثابت ہو۔

لسان العرب (7/242) کے مطابق

ن ق ض: النّقض یعنی ایک دستخط شدہ (پختہ) عہد نامہ کی منسوخی یا (بنا) اس کے وجود ہی سے انکار کرنا (عمارت کا ڈھا دینا)۔ اور الصحاح میں آیا ہے کہ النّقض کہتے ہیں عہد یا میثاق یا عمارت کے توڑنے کو اور تناقض تکمیل کی ضد ہے۔ اب تینوں کے استعمال میں فرق کو واضح کرنے کے لیے جبلت بقاء کی مثال لیتے ہیں جس کے مظاہر میں سے ایک مظہر ملکیت ہے: چنانچہ اس معاملے میں اختلاف یہ ہے کہ اس ملکیت میں اضافہ کے لیے شراکت داری "العنان" (جب کچھ فریق محنت اور سرمایہ کے ساتھ کمپنی کا قیام

کریں) کی بنیاد پر ہو یا پھر شراکت Stocks (جب سب فریق صرف سرمایہ کے ساتھ شریک ہوں) کی بنیاد پر ہو۔ یہ دونوں آراء مختلف بنیاد سے ہیں۔۔۔۔

تفاوت یہ ہو گی جب ان میں سے ایک ملکیت کی کوئی حد مقرر نہ کرے اور دوسرا ملکیت کی حد بندی کرے کہ صرف اس قدر مال کا مالک بن سکتا ہے جو زندگی گزارنے کے لئے کافی ہو۔۔۔۔۔۔

اور تناقض ہو گا جب ایک تو انفرادی ملکیت کے جواز کا قائل ہو اور دوسرا ایسی ملکیت کا انکاری ہو۔

4 ماحول سے اثر لینا: یہ چوتھا عنصر ہے جو انسانی فہم پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ ہر کوئی ایک مخصوص ماحول میں پلتا بڑھتا ہے جس میں پہلے ہی سے رائج اور غالب فیصلوں پر کسی میں مثبت یا منفی رجحانات کا پایا جانا ایک فطری امر ہے۔ چنانچہ ماحول ہی کے اثر کے تحت ایک طرف مدح والی بات کسی دوسرے ماحول میں نا قابل ستائش ہو سکتی ہے۔ اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے ماحول میں رائج مظاہر سے اتنی نفرت ہو کہ ان سے مکمل کنارہ کشی اختیار کر لی جائے۔ تو پھر جبلتوں کے لیے تنظیمی ڈھانچہ اگر انسان پر چھوڑ دیا گیا تو ممکن ہے کہ اس کا ماحول اس کے فیصلوں کے لیے ماخذ ثابت ہو۔ اس لیے بالکل نا مناسب اور غلط ہے کے حالات سے احکام اخذ کیے جائیں بلکہ حالات کو حل کے استخراج کے لیے موضوعِ بحث ہونا چاہیے نہ کہ ماخذ۔

یہ چار عناصر انسانی جبلتوں اور عضویاتی حاجات کی تسکین کی تنظیم کے لیے کسی بھی انسانی کاوش پر ضرور اپنے نقوش چھوڑتے ہیں۔ تو پھر انسانی فیصلے ضرور تفاوت، اختلاف، تناقض اور ماحول کے اثر و رسوخ سے عفونت زدہ ہونگے۔ چنانچہ عقلِ انسانی ایسی کسی سطیم دینے سے قاصر ہے جو کہ اس کی جبلتوں اور عضویاتی ضرورتوں کی صحیح تسکین کا سبب بن سکے۔ جبکہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نظام انسان کے خالقِ مدبر کی طرف سے ہے اور اس کی ذاتِ پاک ان چار عناصر سے مبراء ہے۔ پس یہ ہی صحیح نظام ہے جس کے مطابق چلنا چاہیے۔ یہ ہی حق ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ "اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا؟" (یونس:32)۔

آپ کا بھائی

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

30 ذوالقعدہ 1437 ہجری

02/09/2016